ایک تنقیدی جائزہ

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب احیاء العلوم۔ ماموں کانجن۔ ضلع لائل پور
رکن اعزازی ادارۂ الحق

ادارۂ تحقیقات اسلامی کا ماڈرن اسلام

قسط ۲

ایک نظر میں

۵۔ حدیث نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن حکیم کے بعد شریعت اسلامیہ کا مدار حدیث نبوی پر ہے، اس لئے کہ احادیث مقبولہ اسی مشکوٰۃ نبوت سے صادر ہوئی ہیں جس پر قرآن کریم کا نزول ہوا اور ان میں قرآن کریم کی تشریح و تفسیر اس شرح و بسط سے فرمادی گئی ہے کہ اس سے الحاد و تحریف کے تمام راستے بند ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک طرف تمام امت مسلمہ نے حجیت حدیث کو ضروریات دین میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ شرح تحریر میں ہے:

> "سنت خواہ مفید فرض ہو یا واجب یا فرض و واجب کے علاوہ کیلئے مفید ہو اس کا دینی حجت ہونا دین اسلام کا ایسا بدیہی اور واضح مسئلہ ہے کہ جس کو ذرا بھی عقل و تمیز ہوگی، عورتوں اور بچوں تک بھی، وہ جانتا ہے کہ جس کی نبوت ثابت ہو وہ نبی برحق اللہ تعالیٰ کی جانب سے جو خبر بھی دے گا وہ اس میں قطعاً صادق ہوگا، اور اسکی پیروی لازم ہوگی۔" (تفسیر شرح تحریر جلد ۳ ص ۲۲)

اور دوسری طرف ہر دور کے ملاحدہ نے اپنے اپنے رنگ میں احادیث نبویہ کو نشانہ بنایا، اور ان میں طرح طرح سے کیڑے نکالنے کی کوششیں کیں، یہ سلسلہ خوارج سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے۔ ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کے ارباب فکر و نظر نے اپنے "خلق اسلام" کے نقطۂ نظر سے تمام احادیث نبویہ کو یکسر زمانۂ مابعد کی پیداوار، اور حضرات محدثین کی "تاریخ سازی" قرار دے کر زمانۂ گذشتہ

کے تمام ملاحدہ کا قرض ادا کر دیا، ستم بالائے ستم یہ کہ ان کے نظریۂ "خلق اسلام" کی زد سے نہ احادیث متواترہ کو بچ نکلنے کی گنجائش دی گئی نہ احادیث مشہورہ کو، نہ صحیحین کی احادیث کو معاف کیا گیا، نہ دیگر احادیث صحیحہ کو قابل معافی تصور کیا گیا، احادیث نبوت کے بارے میں ادارۂ تحقیقات اسلامیہ کے طوفانی طومار کے کچھ اجزاء نقل کرنے سے پہلے لسان الحکمت شاہ ولی اللہ الدہلوی کا ایک حکیمانہ فقرہ نقل کر دینا ضروری ہوگا، تاکہ اس ادارہ کے معاملہ میں ناظرین کو صحیح فیصلہ کا مرتبع مل سکے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی ان جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع، وانہما متواتران الی مصنفیہما وانہ کل من یہون امرھما فہو مبتدع متبع غیر سبیل المومنین (حجۃ اللہ صفحہ ۱۳۴ ج ۱ میزیہ)	صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں علمائے حدیث کا اتفاق ہے کہ ان دونوں میں جس قدر متصل مرفوع حدیثیں ہیں وہ قطعاً صحیح ہیں اور یہ کہ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفوں تک متواتر ہیں، اور یہ کہ جو شخص ان کے مرتبہ کو بے وزن کرنا چاہتا ہے۔ وہ مبتدع ہے، اہل ایمان کے راستہ سے ہٹ کر کسی دوسرے راستہ پر چل رہا ہے۔"

اب حدیث نبوی کے بارے میں ادارۂ تحقیقات اسلامی کا نقطۂ فکر ملاحظہ فرمائیے، یہ طویل عبارتوں کا خلاصہ ہوگا ــــــ

۱۔ دوسری صدی تک | (الف) دوسری صدی کی تصانیف کا سلسلۂ روایت صحابہ، تابعین اور تبع تابعین پہ ختم ہو جاتا تھا، لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا حدیث کی تحریک نے داخلی تقاضے سے مجبور ہو کر سلسلۂ روایت پیچھے ہٹاتے ہٹاتے ذات رسالتمآب تک پہنچا دیا۔" (جلد ا ش ا ص ۱۵)

(ب) "دوسری صدی کے وسط تک زمانۂ مابعد کے پیدا کردہ اکثر مذہبی عقائد اور فقہی آراء آنحضرت کی طرف منسوب کئے جانے لگے تھے۔" (حوالہ بالا)

۲۔ اخبار احاد | امام ابو یوسفؒ ایسی تمام حدیثوں کو رد کر دیتے تھے جنہیں بعد میں اخبار احاد سے موسوم کیا گیا۔" (سبحانک ھذا بہتان عظیم) (جلد ا ش ا ص ۱۶)

۳۔ احادیث میں احتیاط کے باوجود | امام ابو یوسفؒ کی تمام احتیاطی تدابیر کے باوجود اس زمانہ تک متعدد احادیث کا سلسلہ رسول اللہ صلعم تک ملایا جا چکا تھا۔ مثلاً (اس کے بعد کتاب الآثار کی چار حدیثیں مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔) (جلد ا ش ا ص ۱۸)

۴۔ دوسری صدی کے دوران | دوسری صدی کے دوران ذخیرۂ احادیث میں برابر اضافہ ہوتا رہا (جلد ا ش ۵ ص ۷)

۵۔ حدیث کا فطری تقاضا | تحریک حدیث جس کا ایک اہم سنگ میل فقہ اور فقہی احادیث کے دائرہ میں امام شافعیؒ کی علمی جدوجہد تھی، کی فطرت متقاضی تھی، کہ حدیث میں مسلسل توسیع ہوتی رہے، اور نئے حالات کے پیدا کردہ تازہ مسائل سے نمٹنے کے لئے نئی احادیث منظر عام پر آتی جائیں۔ (گویا جب بھی کوئی مسئلہ پیش آئے اس کے لئے کوئی حدیث گھڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردی جائے۔ یہ فریضہ تھا جو امام شافعیؒ اور دوسرے محدثین انجام دے رہے تھے۔ معاذ اللہ۔ (فکر ونظر جلد ۱ ش ۵ ص ۱۳)

۶۔ بہتان عظیم | قدماء محدثین خود تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اخلاقی امثال، پند ونصائح اور جوامع الکلم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھا گیا۔ خواہ یہ انتساب درست ہو یا نادرست، البتہ فقہ وعقاید کی احادیث کے متعلق سلسلۂ روایت کا پوری صحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچانا ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ اب قابل غور یہ ہے۔ کہ ترک صحت کے اصول کو کسی سطح پر بھی تسلیم کرلیا جائے، تو اسے کسی خاص دائرہ تک محدود رکھنا دشوار بلکہ ناممکن ہوگا۔ (حاصل یہ کہ اخلاقی امثال، پند ونصائح اور جوامع الکلم کی احادیث تو معاذ اللہ خود محدثین کے اقرار سے مشکوک ہیں، اور فقہ وعقاید کی احادیث "قابل غور" تکنیک سے مشکوک ہوگئیں۔ لہٰذا تمام احادیث کو زمانۂ مابعد کی مخلوق فرض کرنا چاہیئے (جلد ۱ ش ۵ ص ۱۴)

۷۔ سلسلۂ سند کا اضافہ | احادیث کا بیشتر حصہ درحقیقت قرون اولیٰ کی ذاتی اجتہادی انفرادی آراء "سنت جاریہ" ہیں۔ جن کو حدیث کے آئینے میں عکس پذیر کردیا گیا، اور اس میں راویوں کے سلسلۂ اسناد کا اضافہ ہوگیا۔ (یعنی جسطرح معاذ اللہ احادیث کی فرضی نسبت ذات محمدی کی طرف کردی جاتی تھی۔ اسی طرح راویوں کا فرضی سلسلۂ سند بھی اس پر آویزاں کردیا جاتا تھا۔)
(جلد ۱ ش ۱ ص ۱۴)

۸۔ مؤید حدیث احادیث | سب سے پہلی حدیث جو حدیث کی تائید میں ملتی ہے۔ امام شافعیؒ نے روایت کی ہے، یعنی "نضر اللہ عبداً سمع مقالتی" الحدیث ایک، اور روایت امام شافعیؒ نے روایت کی ہے۔ "لاالفین احدکم متکئاً علی اریکتہ" آخر میں ایک اور حدیث آتی ہے۔ "حدثوا عن بنی اسرائیل ولاحرج وحدثوا عنی ولاتکذبوا علی" یہ تینوں حدیثیں آنحضرت کے ارشاد کی حیثیت سے قابل قبول نہیں، بلکہ انتہائی مشکوک قرار پاتی ہیں۔ (اس لئے فرض کرنا چاہیئے کہ یہ امام شافعیؒ نے یا ان کے کسی استاذ نے بنائی ہوں گی۔) (جلد ۱ ش ۵ ص ۱۶ تا ۱۹)

۹۔ **پیشگوئی والی احادیث** | یہاں ہم ایک عام اصول پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ جس حدیث میں آئندہ واقعات کے بارے صراحتہً یا ضمناً پیشگوئی کی گئی ہو۔ یہ تسلیم نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا سلسلۂ روایت رسول اللہ صلعم تک منتہی ہوتا ہے۔ بلکہ یہ سمجھا جائے گا۔ کہ وہ زمانۂ مابعد میں ظہور پذیر ہوئی جب کہ اس حدیث میں ذکر کردہ واقعہ پیش آیا۔ (جلد ۱ ش ۵ ص ۱۵-۱۶)

۱۰۔ **تاریخ سازی** | حدیث کا کام تاریخ نویسی نہیں بلکہ "تاریخ سازی" بن گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں معاصرانہ واقعات کو بشکل حدیث ماضی کی طرف پھیر دیا جانے لگا۔ (جلد ۱ ش ۵ ص ۱۷)

۱۱۔ **حضورؐ کی تاریخی بصیرت اور پیشگوئی والی احادیث میں کوئی میل نہیں۔** | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملہمانہ بصیرت اور منزل من اللہ اخلاقی نظام کو ترقی دینے اور کامیاب بنانے والی عمیق تاریخی بصیرت برحق، لیکن اس عظیم تاریخی بصیرت اور اس سے پیدا ہونے والی پُرعزم قوتِ فیصلہ میں اور اس قسم کی پیشگوئی میں جو مثلاً مسیلمہ کذاب کے خروج یا معتزلہ، خوارج اور شیعہ فرقوں کے ظہور سے متعلق حدیثوں میں پائی جاتی ہے۔ زمین و آسمان کا فرق ہے۔ (بالکل یہی فرق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ادارۂ تحقیقات کے تاریخی بصیرت کے تصور میں۔ اور اسلام کے پیش کردہ تصورِ نبوت میں بھی پایا جاتا ہے۔) (جلد ۱ ش ۵ ص ۱۷)

۱۲۔ **ضمنی پیش گوئی والی احادیث** | لیکن پیش گوئی والی احادیث سے مراد صرف وہ احادیث نہیں جن میں صراحتاً کوئی پیشین گوئی ہو، بلکہ وہ حدیثیں بھی مراد ہیں جن میں بالواسطہ یا ضمناً کوئی پیشین گوئی کی گئی ہو۔ مثلاً یہ حدیث "القدریۃ مجوس ھذہ الامۃ"۔ (حوالہ بالا)

۱۳۔ **احادیثِ اجماع** | امام شافعیؒ نے اجماع کے اصل شرعی ہونے پر دو حدیثیں پیش کی ہیں۔ "ثلاث لا یغل علیھن قلب مسلم" الحدیث اور "اکرموا اصحابی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم" والی حدیث امام شافعیؒ کے پیشرو تصورِ اجماع سے خالی نہ تھے۔ لیکن ان کے زمانہ تک یہ بالکل فطری طور پر نشو و نما پاتا رہا۔ اور اس پر حجت لانے کی کوشش اس مرحلہ پر عمل میں نہیں آئی تھی۔ حتی کہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اجماع کے زبردست حامی ہونے کے باوجود کوئی حدیثِ نبوی پیش نہیں کرتے متقدمین فقہاء کا اجماع پر اصرار کے باوجود کوئی حدیث پیش نہ کرنا حدیث کی نوعیت اور اسکی نشو و نما پر ایک معنی خیز تبصرہ ہے۔ (اس لئے فرض کرنا چاہئے کہ احادیث اجماع بھی معاذ اللہ امام شافعیؒ نے تصنیف کیں، یا ان کے کسی معاصر نے) (فکر و نظر جلد ۱ ش ۵ ص ۱۹ تا ۲۱)

۱۴۔ **امام شافعیؒ کے بعد** | امام شافعیؒ نے اجماع حمایت میں فرمایا تھا: "ولنعلم ان عامتھم لا تجتمع علی خلاف لسنۃ رسول اللہ ولا علی خطاءٍ انشاء اللہ" امام شافعیؒ کے بعد جب حدیث کی اشاعت

اور زیادہ کثرت سے ہونے لگی تو ان کا یہ بیان ایک حدیث بن گیا اور مسند امام احمد بن حنبل، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں لفظی رد و بدل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو گیا "
(فکر و نظر جلد ۱ ش ۵ ص ۲۲)

۱۵۔ بعد کی صدیوں میں | "ان ہی بعد کی صدیوں میں "ید اللہ علی الجماعۃ" والی حدیث بہت مشہور ہوئی، اس تصور کو بعض دوسری حدیثوں میں بھی ظاہر کیا گیا ہے" (الغرض اس مضمون کی تمام احادیث امام شافعیؒ اور ان کے بعد کے اکابر محدثین کی بناوٹ ہیں۔ بدیں عقل و دانش ببایدگریست
(فکر و نظر جلد ۱ ش ۵ ص ۲۳)

۱۶۔ لغت اور حدیث کے مجموعے | لغت کی نپی تلی تعریف اگر احادیث کے مجموعوں میں راہ نہ پاتی تو مقام حیرت تھا۔ (فکر و نظر جلد ۱ ش ۵ ص ۷۷)

۱۷۔ لغت کی جنتری اور حدیث کے بل | لغت کی جنتری کے ذریعہ سے غیر قطعیت کے بل نکل جانے کے بعد سیوطی کی جامع صغیر میں "کل قرض جر منفعۃ فھو ربا" کی صورت میں یہ حدیث موجود ہے، اور اس عرصے میں عمل ارتقاء نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا، اور حضرت علی سے مروی ہو کر یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بن گیا۔ (جلد ۱ ش ۵ ص ۷۸)

۱۸۔ فقہی احادیث اور ارتقائی عمل | فقہی احادیث میں ارتقائی عمل ان کے استناد کو مشکوک اور مشتبہ بنا دیا ہے۔ (فکر و نظر جلد ۱ ش ۵ ص ۸۷)

۱۹۔ احادیث الفتن | "حضرت عثمان کے بعد کی سیاسی جنگوں اور کلامی بحثوں کے نتیجہ میں اس قسم کی احادیث کا نشو و نما ہوا جن میں پیشگوئی کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ اس قسم کی احادیث کو احادیث الفتن کے نام سے موسوم کرتے ہیں" (فکر و نظر جلد ۱ ش ۶ ص ۸) (ان فرضی احادیث الفتن کو بنانے والے اس وقت کے صحابہ یا اکابر تابعین ہی ہو سکتے ہیں۔ ناقل)

۲۰۔ حاوی حدیثیں | ان احادیث کی وجہ جواز کیلئے ایسی احادیث کی اشاعت کی گئی جو اس نوع کی تمام احادیث پر حاوی ہیں۔ مثلاً حضرت حذیفہ کی یہ متفق علیہ روایت قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً الحدیث۔ (فکر و نظر جلد ۱ ش ۶ ص ۸)

۲۱۔ مثالی نمونہ | حدیث فتن کا ایک مثالی نمونہ بخاری و مسلم کی حسب ذیل روایت جو ان ہی حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے، کان الناس یسئلون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الخیر وکنت اسئلہ عن الشر الحدیث۔ ان دونوں حدیثوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعی ارشادات کی حیثیت

سے تسلیم کرنا ممکن نہیں۔" (فکر و نظر جلد ا ش ۶ ص ۹ تا ۱۰)

۲۲۔ احادیث اجماع | اجماع (تمسک بالجماعت) سے متعلقہ احادیث بھی اسی زمانہ کے شدید سیاسی تقاضے پر مبنی ہیں۔" (فکر و نظر جلد ا ش ۵ ص ۱۱)

۲۳۔ خارجیت کا توڑ | خارجیت کی مخالف احادیث کی نمائندہ حدیث، جو خارجیوں کی باغیانہ فطرت کے بالمقابل مکمل انفعالیت سکون پسندی اور دنیا سے کنارہ کشی کی تعلیم دیتی ہے۔ صحیح مسلم کی یہ حدیث ہے: عن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتن القاعد فیہا خیر من القائم الحدیث۔ یہ حدیث خارجیوں کی فعالیت اور سیاسی امور سے ان کی دلچسپی کا توڑ کرتی ہے۔" (یہ بھی صحابہ یا اکابر تابعین میں سے کسی نے بنائی ہوگی۔ کیونکہ خارجی فتنہ کا زور اسی زمانہ میں تھا۔) (حوالہ بالا ص ۱۲)

۲۴۔ عقیدۂ اجماع باطل | بعض اوقات ایسی احادیث جن میں دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی تعلیم دی گئی ہے عقیدۂ اجماع کو باطل کر دیتی ہیں۔ مثلاً ترمذی شریف میں عبداللہ بن عمرو بن عاص کی صحیح حدیث کیف بک اذا بقیت فی حثالۃ من الناس۔" (حوالہ بالا)

۲۵۔ خارجی الاصل | لیکن سنیوں کی تمام احادیث یکسر مخالف خوارج نہیں۔ امام احمد، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت کردہ ایک حدیث جس میں ایک ایسے سیاسی عقیدہ کا نفوذ پایا جاتا ہے۔ یہ بلاشبہ خارجی الاصل ہے۔ اوصیکم بتقوی اللہ الحدیث۔" (جلد ا ش ۶ ص ۱۳)

۲۶۔ مرجیۂ عقاید کا بہترین نمونہ | صحیحین کی مشہور و معروف حدیث "وان زنی وان سرق"۔ جو خوارج کے عقیدۂ تکفیر بالکبائر کے مقابلہ میں بنائی گئی، مرجیۂ عقائد کا بہترین نمونہ ہے۔ (حوالہ بالا ص ۱۴،۱۵)

۲۷۔ اعتدال پسندانہ خیال | مندرجہ بالا حدیث سے اس بات کا قوی احتمال تھا کہ بعض طبائع کی اخلاقی حس کو دھچکا لگتا اسکی جزوی ناگواری کو رفع کرنے کے لئے ابو داؤد اور ترمذی کی ایک حدیث میں نسبتاً اعتدال پسندانہ خیال پیش کیا گیا۔ عن ابی ہریرۃ۔ اذا زنی العبد خرج منہ الایمان الحدیث، صحیحین میں اس مضمون کی حدیث حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بہ الفاظ ذیل مروی ہے۔ لایزنی الزانی حین یزنی وھو مومن الحدیث۔ (جلد ا ش ۶ ص ۱۷)

۲۸۔ اعتزال کی مخالف احادیث | معتزلہ چونکہ خوارج کے وارث تھے، نیز مذہبی ذہنیت کیلئے "معتزلی عقلیت" انسانیت پرستی کی بھدی شکل تھی۔ غالباً ان ہی دونوں خطرات کے پیش نظر کثیر تعداد میں ایسی احادیث کی تعلیم دی جانے لگی جن میں ارادہ، نیت اور عمل تینوں سطحوں پر جبر کی تعلیم دی گئی،

جبر کی تعلیم پر مشتمل حدیث کی نسبتاً ابتدائی صورت کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ لیکن جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ اس نوع کی احادیث میں چند در چند اضافہ ہوتا گیا۔ مثلاً مسند احمد اور ابوداؤد کی یہ حدیث "القدریۃ مجوس ہذہ الامۃ" اس میں فلسفیانہ استدلال کا ایک ایسا پیچیدہ طرز اختیار کیا گیا ہے، جسے ساتویں صدی کے عربوں (صحابہ) کی طرف منسوب کرنا نا درست ہوگا، ایک اور حدیث میں آ ... نے فرمایا "لا تجالسوا اہل القدر ولا تفاتحوہم۔ ابوداؤد" (جلد اش ۶ ص ۱۸-۱۹)

مسلم اور بخاری میں ابوہریرۃ رض کی حدیث "ان اللہ کتب علی ابن آدم حظہ من الزنیٰ" اس زمرہ میں شامل ہے" (حوالہ بالا ص ۱۹)

۲۹۔ احادیث تقدیر | بہت سی احادیث میں بڑے تعین اور بڑی وضاحت کے ساتھ روحوں کی تخلیق کے وقت بعض کے لئے جنت اور بعض کے لئے دوزخ کی تقدیر، اور بعض احادیث میں انسانی سعادت و شقاوت کے بارے میں خدا کی بے پرواہی کا اعلان کیا گیا ہے۔ مثلاً بخاری و مسلم میں عبداللہ بن مسعود کی حدیث حدثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو الصادق المصدوق ان خلق احدکم الحدیث" (جلد اش ۶ ص ۲۰)

۳۰۔ خلاف جبریت | اوپر کی بحث سے یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ احادیث صرف جبریت، تقدیر، پر مشتمل ہیں۔ اہل سنت کی بعض احادیث، اگرچہ ان کی تعداد نسبتاً کم ہے۔ اس مسئلہ پر بالکل مختلف زاویے سے روشنی ڈالتی ہیں۔ مثلاً بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رض کی حدیث "کل مولود یولد علی الفطرۃ" یا ترمذی ابن ماجہ اور احمد بن حنبل کی روایت کردہ "ہی من قدر اللہ" والی حدیث یا حضرت عمر رض کا ارشاد "نعم من قدر اللہ الی قدر اللہ" اس دوسری قسم کی حدیث کے باوجود "جو جبر کی احادیث کے بالمقابل ایک توازن پیدا کرنے کی کوشش سے عبارت تھی" جبری احادیث سے اہل سنت بہت زیادہ متاثر ہوتے۔ (یعنی عقیدہ تقدیر کے قائل رہے۔) (جلد اش ۶ ص ۲۲)

۳۱۔ احادیث تصوف | تصوف کی موافقت اور مخالفت میں روایت شدہ احادیث سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اہل سنت ایک درمیانی راہ اختیار کرنے اور انتہا پسندی کے رجحانات کو بڑھنے سے روکنے میں کوشاں تھے۔ (گویا اسی کوشش کے سلسلہ میں یہ احادیث بنائی گئیں۔) (حوالہ بالا)

۳۲۔ صوفی تحریک کا اثر و نفوذ اور اہل سنت کا جذبہ باہمہ | صحیح بخاری کی کتاب الجہاد میں یہ حدیث بھی درج ہے: قیل یا رسول اللہ ای الناس افضل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مومن یجاہد فی سبیل اللہ بنفسہ ومالہ الحدیث۔ اس سے اس امر کا نمایاں ثبوت ملتا ہے۔ کہ صوفی تحریک کا اثر و نفوذ کس قدر

بڑھ گیا تھا، اور اہل سنت میں باہمہ ہونے کا جذبہ کس حد تک کارفرما تھا" (گویا فرض کرنا چاہیئے کہ بخاری کی یہ حدیث صوفی تحریک کے اثر و نفوذ اور اہل سنّت کے "جذبۂ باہمہ" کی پیداوار ہے۔)

(فکر و نظر جلد ۱ ش ۶ ص ۲۳)

۳۳۔چھبتی ہوئی مثال | گوشہ نشینی اور ترکِ دنیا کے رجحان کے خلاف احادیث بھی ہمیں ملتی ہیں، جو تاثیری قوت میں پہلی قسم کی احادیث سے کسی طرح کم نہیں، صوفیا کے نظریۂ توکل کی انتہائی تعبیرات کے برعکس کسبِ معاش کی احادیث، اور غالی زہد و تقشف کی مذمت کی احادیث اپنی شہرت کی وجہ سے محتاجِ مثال نہیں۔ (یہ تمام بھی اہل سنت کے جذبۂ اعتدال کی پیداوار ہیں۔) البتہ اس مضمون کی چھبتی ہوئی مثال یہ حدیث ہے۔" ابہانیۃ ہذہ الامۃ الجہاد فی سبیل اللہ عزوجل —"

(فکر و نظر جلد ۱ ش ۶ ص ۲۴)

۳۴۔ انحل، بے جوڑ، مصنوعی | نسائی شریف کی یہ حدیث "حبب الی من الدنیا النساء والطیب وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ" اس کے تینوں عناصر الگ الگ سنت نبوی کی نمائندگی کرتے ہیں، لیکن دنیوی مسرت اور دینی عبادت کے دو مختلف النوع اقدار کو ایک ہی سانس میں جس انحل اور بے جوڑ طریقے سے مربوط کیا گیا ہے وہ یقیناً ایک مصنوعی ترکیب ہے۔ جسے رسول اللہ صلعم کیطرف ہرگز منسوب نہیں کیا جا سکتا، یقیناً اس سے صوفیاء کی غیر پر تکلف روحانیت کو نشانہ بنانا تھا اور بس" (فکر و نظر جلد ۱ ش ۶ ص ۲۴)

۳۵۔اصولی احادیث | ہم نے جو مثالیں پیش کی ہیں وہ ان احادیث کی ہیں جنہیں ہم "اصولی" کہہ سکتے ہیں۔ یعنی وہ احادیث جن پر مبادیات دین کی ساری عمارت کی بنیاد قائم ہے۔ اگر اجماع اور حدیث جیسے بنیادی اصولوں کے بارے میں احادیث تاریخی طور پر غیر صحیح ثابت ہو جائیں تو دوسری بیشتر احادیث کی صحت یقیناً معرضِ خطر میں پڑ جاتی ہے" (بلکہ بلفظ صحیح اسلام کی بنیاد اکھڑ جانے سے خود اسلام ہی کا قصر بلند مسمار ہو کر رہ جاتا ہے، اور یہی ادارۂ تحقیقات اسلامی کے فتنۂ خلق اسلام کا مقصدِ اولی اور ہدفِ اصلی ہے۔ اور یہی درسِ حریت ادارہ کے مفکرین نے اپنے مغربی آقاؤں سے سیکھا ہے۔) (فکر و نظر جلد ۱ ش، ص ۱۰)

(باقی آئندہ)

الحق کے جو مضامین معاصر رسائل و مجلات میں نقل کئے جائیں ان کے ساتھ براہ کرم الحق کا حوالہ ضرور دیں۔ یہ ایک صحافتی تقاضا ہے۔